© rasailojaraid.com

جناب مولانا محمد فرید صاحب مفتیٔ دار العلوم حقانیہ

چاند تک انسان کی رسائی

چند شبہات کا ازالہ

چاند تک انسان کی رسائی کے بارہ میں دار الافتاء اور دفتر الحق میں بیشمار خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ اس مسئلہ پر اگست اور جولائی ۱۹۶۹ء کے شمارہ میں مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ بعض خطوط میں بعض حضرات نے اپنے شبہات پیش کئے ہیں، دار العلوم کے دار الافتاء نے حسب ذیل مضمون میں ان کے ازالہ کی کوشش کی ہے۔ —— ادارہ ——

★

(الف) اولاً چند بنیادی باتیں عرض ہیں۔ واضح رہے کہ تمام اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اس سارے عالم کا بنانے والا صرف اللہ ہی ہے اور وہ اس عالم کے تمام ذرات اور تمام ان قوتوں سے جو کہ عالم میں ودیعت کئے گئے ہیں بخوبی عالم اور واقف ہے، پس جو حقائق اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بیان کئے ہیں ان میں غلطی ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ سائنس اور وحی میں اگر تصادم محسوس ہو تو یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ سائنسدانوں نے پوری تحقیق نہیں کی ہے ورنہ ان کی صحیح تحقیقات وحی سے کبھی متصادم نہ ہوتیں، کیونکہ وحی اور صحیح سائنس (جو واقعات پر مبنی ہو) میں مخالفت اور تصادم ناممکن ہے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے وحی اس مقصد کیلئے نازل کی ہے کہ انسان کو تعلق مع اللہ کے حصول کے طریقے معلوم ہوں اور مرضیات الٰہیہ غیر مرضیات سے ممتاز ہوں۔ وحی الٰہی کا مقصد اسلحہ سازی اور کارخانہ سازی نہیں ہے اور نہ قرآن تاریخ یا جغرافیہ کا صحیفہ ہے، ان مقاصد کی تحصیل کے لئے نعمت خداداد یعنی عقل کا استعمال ضرورت کے وقت کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وحی میں ایسے حقائق کی طرف کوئی تعرض نہیں کیا جاتا ہے جن کا نزولِ وحی کے مقصد کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہ ہو۔

(ج) عقلیات اور اسرائیلیات کے ساتھ اسلامی رویہ یہی چلا آیا ہے کہ ان میں سے جو امور وحی سے مخالف ہوں ان کی تکذیب کی جائے گی۔ اور جو مخالف نہ ہوں تو وہ دو قسم ہیں ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ کہ مشاہدہ یا دلیل سے ان کا ثبوت ہوا ہو تو ان کی تصدیق کی جائے گی، دوسرا یہ کہ مشاہدہ یا دلیل سے ان کا ثبوت نہ ہوا ہو تو ان کی نہ تصدیق کی جائے گی اور نہ تکذیب۔

(د) قرآن اور حدیث سے یہ حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ کفار آسمان میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لا تفتح لھم ابواب السماء۔ مکذبین اور کفار کے لئے (ان کے اعمال اور ارواح اور اجساد کیلئے) آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ (سورۃ اعراف۔ ع ۵) لیکن آسمان تک جانے سے ممنوع نہیں ہیں، اور نہ آسمان تک جانا مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ (ومن ادعی فعلیہ البیان) بلکہ شیاطین اور جنات تک کا آسمان تک پڑھنا اور آسمان کو چھونا نصِ قرآن سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرساً شدیداً وشہباً (سورہ جن)۔ لہٰذا جو اشیاء آسمان سے نیچے ہیں کفار کیلئے ان پر چڑھنا ممنوع نہیں ہے، اور مسلمانوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

(ھ) چاند کے متعلق حکمائے یونان (سابق سائنسدان) کا خیال اور عقیدہ تھا کہ چاند پہلے آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے اور بہت سے اہلِ اسلام ان سے موافقت کرتے تھے اس بناء پر کہ یہ عقیدہ نصوص سے متعارض نہیں تھا، اس لئے کہ قرآن و حدیث میں چاند کے متعلق صاف طور پر نہیں کہا گیا تھا، کہ چاند آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ چاند آسمان و زمین کے درمیان فضاء میں ہے، کیونکہ قرآن کے مقصدِ نزول کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بیشک قرآنِ مجید میں چاند کے متعلق "فی" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وجعل فیھا سراجاً وقمراً منیراً وقال تعالیٰ جعل القمر فیھن نوراً وقال تعالیٰ کل فی فلک یسبحون۔ مگر کلمہ "فی" کا مدلول ظرفیت ہے نہ کہ مرکوزیت یعنی "فی" کا مدلول یہ ہے کہ اس کا مدخول کسی چیز کے لئے زمان یا مکان ہوگا۔ اور یہ معنی نہیں ہے کہ اس کے مدخول میں کوئی چیز مرکوز ہوگا۔ زید فی الدار، فی المسجد، فی السوق، فی الجنۃ سے یہ مراد نہیں ہے کہ زید ان اشیاء میں مرکوز ہے (وھذا امر لا یخفی علی من تفکر فی الاستعمال) نہ یہ لغت کا تقاضا ہے، نہ عرف کا۔ اور مزید برآں یہ کہ ظرفیت سے ہمیشہ کے لئے یہ مراد نہیں ہوتا ہے کہ کلمہ "فی" کا مدخول نفس الامر اور حقیقت میں ظرف ہوگا، بلکہ بسا اوقات اس سے مراد بادی اور ظاہری نظر میں ظرفیت ہوتی ہے۔ خصوصاً ایسے مقام میں جبکہ عام اذہان کیلئے حقیقت کے سمجھنے میں مشکلات پیش ہونے کا خطرہ ہو۔ اور یہ معنی بھی فصیح اور بلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وجدھا تغرب فی عین حمئۃ (ذوالقرنین) نے سورج کو ایک گدلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تالاب میں ڈوبتے پایا) اس کا مقصد بھی یہی ظاہری نظر میں آنا ہے نہ کہ حقیقت میں ایسا تھا۔ تو اس تحقیق کی بنا پر یہ گنجائش بھی نکلی کہ چاند کا "فی السماء" ہونا بادی اور ظاہری نظر میں ہو۔

(ہ) یہاں یہ بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ فلک اور سماء بعض مفسرین کے نزدیک ایک چیز کے نام ہیں۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ فلک مدار کو کہا جاتا ہے نہ کہ آسمان کو۔ (قال العلامۃ الآلوسی فی تفسیرہ ج ۱۷ ص ۴۰) والفلک فی الاصل کل شیٔ دائر ومنہ فلکۃ المغزل والمراد بہ ھھنا علی ما روی عن ابن عباس والسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم السماء وقال اکثر المفسرین ھو موج مکفوف تحت السماء یجری فیہ الشمس والقمر وقال الضحاک ھو لیس بجسم وانما ھو مدار ھذہ النجوم۔ انتہیٰ۔

اور حضرت تھانویؒ بیان القرآن میں فرماتے ہیں: فلک گول چیز کو کہتے ہیں۔ چونکہ شمس و قمر کی حرکت مستدیر ہے اس لئے اس کے مدار کو فلک فرما دیا۔ خواہ وہ آسمان ہو یا فضاء بین السمائین ہو یا فضاء بین الارض والسماء ہو یا ثخن سماء ہو کوئی نص اس میں قطعی نہیں اور سلف سے تفسیریں مختلف منقول ہیں۔ کما فی الدر المنثور۔ اس لئے اسکو مبہم ہی رکھنا اقرب الی الاحتیاط ہے۔ (سورۃ انبیاء ع ۲) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فلک اور سماء الگ الگ چیزیں ہیں۔ نیز اسکی بھی تائید ہوئی کہ شمس و قمر آسمان کے ثخن میں یقینی طور پر مرکوز نہیں ہیں۔

(ز) نجوم (تاروں) کے متعلق علامہ آلوسی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں: ان النجوم قنادیل معلقۃ بین السماء والارض بسلاسل من نور بایدی ملائکۃ من نور۔ (ص ۵۰ ج ۳۰) یعنی ستارے آسمان اور زمین کے درمیان ہیں اور آسمان کے ثخن میں مرکوز نہیں ہیں۔ اور فرماتے ہیں: لم یقم دلیل علی ان شیئا من الکواکب مغروز فی شیٔ من السموات کالفص فی الخاتم۔ (ص ۵۷ ج ۲۰) حالانکہ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تبارک الذی جعل فی السماء بروجاً۔ اور بروج سے مراد نجوم اور تارے ہیں۔ (فی التحقیق وھو منقول عن السلف) اور فرماتے ہیں: انا زینا السماء الدنیا بمصابیح تو جسطرح نجوم کے متعلق کلمہ "فی" استعمال ہوا۔ اور ان کو زینت سماء کہا گیا ہے اور باوجود اس کے یہ آسمان میں مرکوز نہیں بلکہ بادی اور ظاہری نظر پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اسی طرح چاند کے متعلق بھی کہا جائے گا۔ بلکہ جب یہ تسلیم کیا جائے کہ زمین گول اور آسمان بھی گول ہیں، تو اسی تقدیر پر چاند اور سورج بلکہ زمین تمام کے تمام پر یہ اطلاق بلا ریب صحیح ہے کہ یہ چیزیں آسمان اور آسمانوں میں ہیں۔

اس تمہید کے بعد یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ مسلمانوں کے لئے چاند اور سورج بلکہ آسمان پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اترنا ممکن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں کیطرف مافوق الاسباب پڑھنا اس امکان کی واضح دلیل ہے، کیونکہ اس حکم کا انبیاء علیہم السلام کیے ساتھ مخصوص ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ بیشک امریکہ وغیرہ کے کفار کے لئے ناممکن ہے کہ آسمان میں داخل ہو جائیں، لیکن جو چیزیں آسمان سے نیچے ہیں اُن پر اترنا کفار کیلئے ممنوع اور ناممکن نہیں ہے۔ پس اگر چاند آسمان سے نیچے ہو جیسا کہ یہ اکثر مفسرین کی رائے ہے تو کفار کے لئے اس پر اترنے میں کوئی استحالہ نہیں ہے۔ باقی رہا امریکہ کا دعویٰ کہ اُس نے چاند پر انسان اتارا ہے۔ تو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ایسے دعووں کا دحی کے ساتھ کوئی تصادم نہیں ہے۔

۲- آلات اور رصدگاہوں کے ذریعہ سے اس کا مشاہدہ ہوا ہے۔

۳- روس وغیرہ جو کہ امریکہ کے مخالف ہیں، انہوں نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔

۴- نیز شریعت میں کفار کے دنیوی اخبارات پر اعتماد جائز ہے، بلکہ اس میں دینی مصالح بھی موجود ہیں، خصوصاً رفع عیسیٰؑ اور معراج کا ذہن نشین ہونا اور کفار پر اتمام حجت ہونا اور انکار کی صورت میں قرآن کی تکذیب کا خطرہ ہے، خصوصاً جبکہ عام سروس شروع ہو جائے لہٰذا اس کو تسلیم کرنے میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ البتہ حکمت یونانی کو سخت صدمہ پہنچا کیونکہ اس کا یہ اعتقاد کہ چاند آسمان کے ثخن میں مرکوز ہے، غلط ثابت ہوگیا۔

چند شبہات کا ازالہ ۱- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولکم فی الارض مستقر۔ (تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے) اس سے یہ مراد نہیں کہ انسان علویات پر نہیں اتر سکتا ہے، ورنہ عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کسطرح آسمان پر ٹھکانا رکھتے ہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عام طور پر انسان زمین پر ٹھکانا رکھے گا، کیونکہ دنیوی زندگی کی ضروریات کا یہاں انتظام ہوا ہے، لہٰذا یہ ممکن ہے کہ بعض افراد (مافوق الاسباب یا ماتحت الاسباب) خلاف عادت علویات پر اتر جائیں۔ ۲- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وفیھا نعیدکم۔ (اس زمین میں تم کو لوٹا دیں گے۔) اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ انسان خلائی پرواز نہیں کر سکتا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی نہ کسی وقت ضرور زمین کو لوٹایا جائیگا، خواہ موت کیساتھ متصل ہو یا حشر سے پہلے ہو۔

۳- وحفظناھا من کل شیطان رجیم۔ (محفوظ رکھا ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے) تو اس سے مراد لمس اور آسمان تک چڑھنے سے حفاظت نہیں ہے بلکہ اس سے مراد آسمان کے حالات سے خبرداری سے حفاظت ہے یا آسمان کے باشندوں کے اختلاط سے (صرح بہ الآلوسی فی تفسیر ص ۲۳- ج ۱۴)

۴- شہاب ثاقب کا حملہ اسوقت ہوتا ہے جبکہ شیاطین استماع لگتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فمن یستمع الآن یجد لہ شھابا رصدا۔ اور قرآن حکیم سے معلوم نہیں کہ صرف چڑھنے سے یہ حملہ شروع ہوتا ہے۔ لہٰذا کفار کی آسمان تک رسائی میں کوئی اشکال نہیں ہے

© rasailojaraid.com